

ہمت خوف کی عدم موجودگی کا نام نہیں

جب ہم ہمت کا تصور کرتے ہیں، تو اکثر ہمارے ذہنوں میں ایک ایسا نڈر سپاہی آتا ہے جو بے خوف ہو کر میدان جنگ میں کود پڑتا ہے، یا ایک ایسا لیڈر جو مشکل ترین حالات کا بھی ڈٹ کے مقابلہ کرتا ہے۔ لیکن حقیقی ہمت خوف سے خالی ہونے کا نام نہیں ہے؛ بلکہ یہ خوف کے باوجود عمل کرنے کے فیصلے کا نام ہے۔ خوف کے بغیر جینا بہادری نہیں، جہالت ہے بلکہ حماقت۔ خوف ایک فطری جذبہ ہے، بلکہ یہ ضروری بھی ہے۔ ہمت کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ ہم اس خوف کے ردِ عمل میں کیا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔

خوف بطور ایک فطری جبلت

خوف کوئی انسانی خامی نہیں، بلکہ بقا کے لیے اللہ کی ودیعت کردہ ایک جبلت (Instinct) ہے۔ ہر جاندار اس سے لیس ہے۔ جب آپ کسی چھپکلی کی طرف بڑھتے ہیں اور وہ فوراً وہاں سے بھاگ نکلتی ہے، تو وہ خوف ہی ہوتا ہے جو اس کی جان بچاتا ہے۔ خوف ردِ عمل کو تیز کر دیتا ہے اور شعور کو بیدار کر دیتا ہے۔ یہ ہمیں زندہ رکھتا ہے۔ خود قرآن مجید اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ خوف انسانی حالات ہی کا ایک حصہ ہے:

"اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔" (البقرہ 2:155)

چنانچہ خوف کمزوری نہیں بلکہ انسانی آزمائش کا ایک حصہ ہے۔ خوف کے لمحات میں ہم جس راستے کا انتخاب کرتے ہیں، وہی یہ طے کرتا ہے کہ ہم ہمت کے ساتھ ابھریں گے یا پیچھے ہٹ جائیں گے۔

ہمت کا عملی مظاہرہ

ہمت کا مطلب ہے اندرونی یکپہلی اور گھبراہٹ کے باوجود قدم آگے بڑھانا۔ وہ سپاہی جو میدان جنگ میں جانے سے پہلے دل میں ڈر محسوس کرتا ہے لیکن پھر بھی اپنی جگہ ڈٹا رہتا ہے، وہی اصل میں بہادر ہے۔ وہ طالب علم جو ناکامی سے ڈرتا ہے مگر پھر بھی مشکل امتحان میں شرکت کرتا ہے، ہمت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ شخص جو ناموافق حالات اور خطرات کو جانتے ہوئے بھی حق بات کہتا ہے، وہ ہمت کی عملی تصویر ہے۔

ارسطو نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "نیکوماکی اخلاقیات" (Nicomachean Ethics) میں شجاعت یا بہادری کی تعریف کرتے ہوئے اسے بے باکی اور بزدلی کے درمیان "اعتدال" (Golden Mean) قرار دیا ہے۔ بالکل خوف محسوس نہ کرنا ایک نادانی اور حماقت ہے، جبکہ خوف کے تابع ہو جانا بزدلی ہے۔ ہمت وہ مقام ہے جہاں انسان خوف کا سامنا بھی کرے اور حق کے راستے پر بھی گامزن رہے۔

روحانی تناظر

مذہبی روایات بھی اسی توازن پر زور دیتی ہیں۔ اسلام میں ہمت کا مطلب خوف کا خاتمہ نہیں، بلکہ خوف کے عالم میں اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ کرنا ہے۔ قرآن پاک میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ جب صحابہ کرام کو کسی خطرے کا اندیشہ ہوا، تو انہوں نے اعلان کیا:

"اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔" (آل عمران 3:173)

اسی طرح مسیحی البیات میں سینٹ آگسٹین لکھتے ہیں: "ہمت اس محبت کا نام ہے جو اپنے محبوب (مقصد) کی خاطر ہر چیز کو بخوشی برداشت کر لیتی ہے۔" یہاں محبت — چاہے وہ سچائی سے ہو، انصاف سے یا خدا سے — خوف پر غالب آجاتی ہے اور عمل کی قوت عطا کرتی ہے۔

روزمرہ کی ہمت

ہمت صرف بڑے اور تاریخی کارناموں تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ہماری روزمرہ زندگی کی جدوجہد میں بھی جھلکتی ہے:

- ایک والدین کا اپنے بچے کے سامنے اپنی غلطی تسلیم کر لینا۔
- ایک ملازم کا کام کی جگہ پر ہونے والی ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانا۔
- ایک مریض کا طویل مدتی صحت یابی کے لیے تکلیف دہ علاج کے مرحلے سے گزرنے کا فیصلہ کرنا۔

ان تمام صورتوں میں خوف موجود ہوتا ہے۔ شرمندگی کا خوف، انتقامی کارروائی کا ڈر، یا تکلیف کا اندیشہ۔ لیکن ان سب کے باوجود آگے بڑھنے کا انتخاب ہی اس عمل کو اہمیت بناتا ہے۔

حاصل کلام

ہمت خوف کو مٹانے کا نہیں بلکہ اس سے بلند ہونے کا نام ہے۔ خوف ایک آفاقی حقیقت ہے، جو خطرے سے بھاگنے والی چھوٹی سی مخلوق سے لے کر زندگی کی کٹھن آزمائشوں کا سامنا کرنے والے انسان تک، سب میں پایا جاتا ہے۔ جو چیز ہمیں ممتاز کرتی ہے، وہ سچ، انصاف اور ذمہ داری کی خاطر عمل کرنے کا عزم ہے، چاہے خوف ہمیں پیچھے ہٹنے کا مشورہ ہی کیوں نہ دے رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمت کو عظیم ترین انسانی اوصاف میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ وہ ثابت قدمی ہے جو دیگر تمام اخلاقی اقدار کو زندگی بخشی ہے۔